

رمضان کی برکتوں، اس کی مصلحتوں، اس کے گہرے فوائد کا

سب سے بڑا علم حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو تھا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 جنوری 1996ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٥﴾ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامِ مَسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٦﴾

(البقرہ: 184، 185)

فرمایا:

گزشتہ خطبہ پر میں نے دو آیات کی تلاوت کی تھی جن کا رمضان سے تعلق تھا آج کے لئے میں نے دو اور آیتوں کا انتخاب کیا ہے جو اسی مضمون پر دوسرے پہلو سے روشنی ڈال رہی ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں کَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ گنتی کے چند دن ہیں فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا پس تم میں سے جو بھی کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ تو اسے بعد کے ایام میں وہ مدت پوری کرنی ہوگی۔ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ اور وہ لوگ جو اس کی طاقت رکھتے ہیں فِدْيَةٌ طَعَامِ مَسْكِينٍ مسکین کا کھانا فدیہ دینا ہے یعنی ہ سے مراد کھانا

دینے کی طاقت رکھتے ہوں وہ کھانا دے دیں۔ دوسرا معنی ہے وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ اور وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت رمضان کے بعد بھی نہیں رکھتے ان کو چاہئے فِدْيَةً طَعَامٍ مَسْكِينٍ کہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیں۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ پس جو کوئی بھی خیر کے معاملے میں تطوع کرے تو اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تم روزے رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے کہ اس میں کیا فوائد ہیں اور یہ بہتر ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ کاش تم جانتے، کاش تمہیں علم ہوتا یا اگر تمہیں علم ہوتا تو تم یہی نتیجہ نکالتے کہ روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

یہاں تَطَوَّعَ کا میں نے ترجمہ نہیں کیا فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا کیونکہ اس کے دو ترجمے رائج ہیں۔ دو ترجمے کئے جاتے ہیں جو دونوں جائز ہیں اور عربی گرامر دونوں کی اجازت دیتی ہے۔ ایک ترجمہ جو زیادہ تر معروف ہے وہ یہ ہے کہ جو کوئی بھی بطور نفل نیکی کرے تَطَوَّعَ کے معنی ہیں نفلًا جہاں حکم نہ ہو بلکہ حکم کے بغیر ہی نیکی کی جائے۔ وہ نفلِ نیکی، طوعِ نیکی، طوعِ لفظ جو ہے وہ یہی تَطَوَّعَ والا لفظ ہی ہے۔ یعنی دونوں ایک ہی روٹ سے نکلے ہوئے ہیں تو جو بھی کوئی نفلِ نیکی کرے گا پس وہ اس کے لئے بہتر ہوگا۔ اس ترجمے میں کچھ دقتیں ہیں وہ یہ کہ اس سے پہلے یہ گزرا ہے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پہ ہو وہ بعد کے ایام میں روزے رکھ لے۔ پھر اگر یہ کہا جائے کہ پس جو کوئی نفلِ نیکی کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے تو اس سے اس طرف ذہن جاتا ہے کہ اگرچہ اجازت ہے کہ رمضان کے دوران بیماری کی حالت میں اور سفر کی حالت میں روزے نہ رکھے جائیں مگر رکھ لو تو بہتر ہے کیونکہ یہ ایک نفلِ نیکی ہوگی لیکن اس میں یعنی ترجمہ تو یہ کیا جاتا ہے مگر اس میں ایک بڑی دقت یہ ہے کہ فرض کے وقت نفلِ نیکی نہیں کی جاسکتی۔ اگر فرض ادا ہو تو فرض ادا ہوگا فرض کے بدلے نفلِ نیکی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ پس یہ ناممکن ہے کہ نفلِ نیکی پر فرضی روزے رکھ لو۔ اس لئے یہ ایک تضاد پیدا ہو جاتا معنی میں اور محل میں جو موقع ہے اس کے ساتھ یہ معنی ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

دوسرا معنی ہے فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ جو کوئی اطاعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ یعنی نیکی اطاعت ہی کا نام ہے کوئی اطاعت کی روح کو پیش نظر رکھے اور پھر نیکی کرے وہ نیکی ہے وہ اس کے لئے بہتر ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کافوتی میں نے پہلے آپ کے سامنے رکھا تھا کہ رمضان کے مہینے میں مریض ہو یا سفر پر ہو تو یہ نیکی نہیں ہے کہ انسان زبردستی روزہ رکھے۔ جب اللہ نے فرمایا ہے کہ پھر دوسرے ایام میں رکھو تو نیکی اطاعت میں ہے۔ پس اطاعت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس وقت روزے نہ رکھے اور بعد میں رکھے تو یہ دوسرا معنی جو ہے بعینہ اس کے ساتھ مطابقت کھاتا ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے معنی پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے۔

Lane نے یہ دونوں معنی بیان کئے ہیں لکھتا ہے who so does good that
Or does good in یعنی نیکی، نفلی نیکی۔ is not obligatory on him
Obedience نیکی کرے اطاعت کو اپناتے ہوئے۔ تو یہ جو اطاعت کو اپنانے والا معنی ہے یہ بہتر ہے اور مضمون کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی ترجمہ کیا ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ بعد کا جو آخری مضمون ہے وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ یہ رمضان کے متعلق عمومی حکم ہے اس کا اس استثنائی حکم سے کوئی تعلق نہیں کہ رمضان کے مہینے میں جو روزے ہیں وہ تمہارے لئے بہر حال بہتر ہیں۔ تمہیں علم نہ ہو تو الگ بات ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر تم علم رکھتے کہ روزوں کے کیا کیا فوائد ہیں تو تم جان لیتے اور یہی بات خود کہتے کہ یہ اچھی چیز ہے ہمارے فائدے میں ہے۔ اب وہ علم سے تعلق میں آنحضرت ﷺ کے کچھ ارشادات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کیونکہ جب علم نہ ہو تو صاحب علم سے علم حاصل کرنا چاہئے اور رمضان کی برکتوں، اس کی مصلحتوں، اس کے گہرے فوائد کا سب سے بڑا علم حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو تھا۔ پس اسی حوالے سے اس علم کے تعلق میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں، ایک حدیث نسائی کتاب الصوم سے لی گئی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان مبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینے میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص کی خاطر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا، تو ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی

پیدائش کی خوشخبری لے کے آتا ہے۔

(سنن نسائی کتاب الصیام باب من قام رمضان و صامہ ایمانا و احتسابا)

اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان سے گزر جائیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہوگی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دھل جائیں گے۔

ایک دوسری حدیث بخاری کتاب صلاة التراويح سے لی گئی ہے ”باب فضل من قام رمضان“۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

ان دنوں حدیثوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ پہلی حدیث میں عبادت کا عمومی ذکر تھا جو اخلاص کے ساتھ ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے اس کی گویا کہ از سر نو روحانی پیدائش ہوتی ہے، یہاں تہجد کی نماز کا خصوصیت سے ذکر فرمایا گیا ہے جو رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پس رمضان خصوصیت کے ساتھ تہجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یعنی تہجد کی نمازیں یوں کہنا چاہئے خصوصیت سے رمضان سے تعلق رکھتی ہیں اگرچہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھی جاتی ہیں اور اس پہلو سے وہ سب جو روزے رکھتے ہیں ان کے لئے تہجد میں داخل ہونے کا ایک راستہ کھل جاتا ہے کیونکہ اس کے بغیر اگر عام دنوں میں تہجد پڑھنے کی کوشش کی جائے تو ہو سکتا ہے بعض طبیعتوں پر گراں گزرے مگر رمضان میں جب اٹھنا ہی اٹھنا ہے اور پیٹ کی خاطر اٹھنا ہے تو روحانی غذا بھی کیوں انسان ساتھ شامل نہ کر لے۔ اس لئے اسے اپنا ایک دستور بنالیں اور بچوں کو بھی ہمیشہ تاکید کریں کہ اگر وہ سحری کی خاطر اٹھتے ہیں تو ساتھ دنوں بھی پڑھ لیا کریں اور اگر روزے رکھنے کی عمر کو پہنچ گئے ہیں پھر تو ان کو ضرور نوافل کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ یہ درست نہیں کہ اٹھیں اور آنکھیں ملتے ہوئے سیدھا کھانے کی میز پر آ جائیں، یہ رمضان کی روح کے منافی ہے اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اصل برکت تہجد کی نماز سے حاصل کی جاتی ہے اور امید ہے کہ اب اس کو رواج دیا جائے گا، بچوں میں بھی اور بڑوں میں بھی۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے قادیان میں جو بچپن ہم نے گزارا اس میں تو یہ تصور ہی نہیں تھا کہ کوئی شخص تہجد کے بغیر سحری

کھانا شروع کر دے، ناممکن تھا، بڑا ہوا چھوٹا ہو وقت سے پہلے اٹھتا تھا اور توفیق ملتی تھی تو تہجد کے علاوہ قرآن کریم کی تلاوت بھی پہلے کرتا تھا پھر آخر پر سحری کے لئے وقت نکالا جاتا تھا اور سحری کا وقت تہجد اور تلاوت کے وقت کے مقابل پر ہمیشہ بہت تھوڑا سا رہتا تھا۔ بعض دفعہ جلدی جلدی کر کے ان کو کھانا پڑتا تھا کیونکہ اگر دریر میں آنکھ کھلی ہے تو کھانے کا حصہ نکالتے تھے تہجد کے لئے، تہجد کا حصہ نکال کر کھانے کو نہیں دیا جاتا تھا۔ پس یہی وہ اعلیٰ رواج ہے جسے اس زمانے میں بھی رائج کرنا چاہئے اور اس پر قائم رہنا چاہئے۔

مسند احمد بن حنبل میں سے یہ حدیث ہے بحوالہ فتح الربانی، ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور ان کو پورا کیا اور جو رمضان کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہئے تھا یعنی جس نے ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھا تو ایسے روزہ دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

پس وہ دیگر شرائط جو تہجد کی نماز یا عبادت ادا کرنے کے علاوہ لازم ہیں وہ یہ ہیں کہ تقاضوں کو پورا کیا جائے اور تقاضے پورے کرنے میں اہم بات یہ ہے کہ وہ ان تمام باتوں سے محفوظ رہے جن کے متعلق قرآن کریم میں یا احادیث میں ذکر ملتا ہے کہ خصوصیت سے رمضان کے مہینے میں ان سے پرہیز کیا جائے اور ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے ایسا روزے دار اگر رمضان کے مہینے روزہ رکھتے ہوئے گزار دے تو اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

بخاری کتاب الصوم سے ایک اور حدیث لی گئی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان ومن رأى كَلَهً واسعاً) اس ضمن میں ایک خطبے کا بڑا حصہ پہلے بھی اس حدیث کے لئے وقف کر چکا ہوں تاکہ عامۃ الناس کو جو اس حدیث کے الفاظ سے غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔ ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ رمضان کے مہینے میں دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو دوزخ کا کام کرے اور ہر وہ شخص جس

پر رمضان کا مہینہ گزر رہا ہے خواہ مومن ہو یا کافر ہو اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جائیں گے اور جہنم کے دروازے بند ہو جائیں گے۔

امرو واقعہ یہ ہے کہ اگر مومن بھی ہو یعنی ظاہری طور پر ایمان لاتا ہو لیکن رمضان کا مہینہ دیکھنے کے بعد اس کے تقاضوں کے خلاف بات کرے اور عمداً ایسی باتوں کا ارتکاب کرے جو رمضان کے منافی ہیں بلکہ عام دنوں کے بھی منافی ہیں تو ایسے شخص پر تو جہنم کے دروازے زیادہ زور سے کھولے جائیں گے۔ دراصل یہ خوشخبری ہے محض ان مومنوں کے لئے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کے دائرے میں رہتے ہیں اور قرآن کی اطاعت کے دائرے میں رہتے ہیں۔ اصل میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں مگر قرآن کریم بھی اللہ اور رسول کی اطاعت الگ الگ بیان فرماتا ہے۔ یہ بتانے کے لئے کہ اگر تمہیں براہ راست قرآن کریم میں کوئی حکم دکھائی نہ بھی دے رہا ہو مگر آنحضرت ﷺ نے وہ حکم دیا ہو تو چونکہ اللہ کے حکم کے سوا وہ بات کرتے ہی نہیں تھے اس لئے یقین جانو کہ آپ کی اطاعت ویسی ہی ہے جیسے اللہ کی اطاعت ہے۔ پس اس وجہ سے قرآن کریم بار بار اللہ اور رسول دونوں کی اطاعت پر زور دیتا ہے مگر حقیقت میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں کیونکہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ رسول خدا کی اطاعت کے سوا کوئی اطاعت نہیں جانتا تھا۔ پس اس پہلو سے دروازے جب کھولے جاتے ہیں تو ان پر کھولے جاتے ہیں جو اللہ اور رسول کی اطاعت میں وقت گزارتے ہیں نہ کہ ان لوگوں کے لئے جن پر یہ مبارک مہینہ طلوع ہوا لیکن اس کی طرف پیٹھ پھیر کے اس کے سارے تقاضوں کو جھٹلایا، اس کے سارے تقاضوں کو رد کر دیا، ایسے لوگوں پر تو جہنم پہلے سے زیادہ بھڑکنے کے احتمالات ہیں بجائے اس کے کہ جہنم کے دروازے بند ہوں۔ تو اُمتِ محمدیہ جو حقیقی معنوں میں اطاعت خداوندی اور اطاعت رسول کی پابند ہو اس کے لئے خوشخبری ہے کہ ان پر دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ دوزخ کے دروازے ان پر رمضان کے بعد کیا کھول دئے جاتے ہیں، رمضان ہی میں بند ہوتے ہیں؟ تو مراد یہ ہے کہ رمضان ان کے لئے اتنی نیکیوں کے پیغام لاتا ہے اور اتنی تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے کہ ان کے لئے ممکن ہی نہیں رہتا کہ وہ کوئی ایسی حرکت کریں جو ان کو دوزخ میں لے جائے مگر عام دنوں میں بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں اور اتنی توجہ، اتنے انہماک سے

نیکیوں پر عمل اور بدیوں سے بچنے کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ اس لئے رمضان کا مہینہ مومن کے لئے سب سے زیادہ پرسکون مہینہ ہے، سب سے زیادہ محفوظ مہینہ ہے۔ اس مہینے میں مومن کے لئے کوئی خطرہ درپیش ہی نہیں ہوتا کیونکہ ہمہ وقت اس کی توجہ اس طرف رہتی ہے کہ اس رمضان سے میں نیکیاں کما کر گزروں اور بدیاں جھاڑ کر نکلوں۔

پس اس پہلو سے اس حدیث کو سمجھنا چاہئے کہ وہ مومن ہے جس پر یہ سب کچھ ہوتا ہے جس کے لئے یہ سب کچھ ہوتا ہے جہنم کے دروازے بند، جنت کے دروازے کھلے اور شیطان جکڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی مومن کا شیطان، وہ شیطان بھی ہے جو اس کی رگوں میں دوڑ رہا ہے اور وہ ہر انسان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ پس آپ دیکھ لیں کہ رمضان کے مہینے میں کتنی ایسی عادتیں تھیں جو نیکی کے اعلیٰ معیار کے مطابق نہیں تھیں مگر اب جب آپ کی وہ عادتیں آپ کو اپنی طرف بلاتی ہیں تو بار بار آپ کے دل سے یہ آواز اٹھتی ہے ”نہیں“۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک قید ہے اور بہت سے روزے دار قید کا احساس نمایاں طور پر رکھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ بھوک کوئی چیز نہیں ہے جو دراصل مشکل ہو۔ صبح سحری کھائی اس کا لطف الگ آتا ہے جب افطاری کا وقت آتا ہے تو اس کا ایک الگ لطف ہے۔ بیچ کا جو وقت ہے وہ بھول جاتا ہے ان دو وقتوں کے درمیان۔ جو اصل چیز ہے وہ آزادی کا احساس ہے جس کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ ہر شخص، ہر روزے دار جانتا ہے کہ دن رات جو ہر وقت پابندی میں جکڑے ہوئے وقت گزرتا ہے اور نفس کے اوپر ہمیشہ یہ خیال غالب رہتا ہے کہ دیکھو تم آزاد نہیں ہو۔ یہ وہ چیز ہے جو درحقیقت مومن پر، روزے دار پر بطور قید کے عیاں ہوتی ہے اور یہ شیطان کی قید ہے ورنہ نماز پڑھنے میں تو اس کو کوئی تنگی محسوس نہیں ہوتی قید کی۔ نیک کام کرنے میں، اچھی بات کرنے میں جس کی اس کو پہلے سے ہی عادت ہو وہ بڑی بشارت محسوس کرتا ہے اس کو کوئی قید محسوس نہیں ہوتی لیکن وہ عادتیں ہیں دراصل جو ظاہری طور پر اس کے سامنے اس کے دماغ میں ابھریں یا نہ ابھریں مگر قید کا احساس بعض ایسی بد عادتوں سے تعلق رکھتا ہے جو پہلے زمانے میں تھیں اور رمضان میں آکر محسوس ہوتا ہے کہ اب میں یہ نہیں کر سکتا۔

پس وہ قید شیطان کی قید ہے اور یہاں شیطان سے مراد عام شیطان نہیں ہے کیونکہ عام شیطان ہو تو وہ سب کے لئے جکڑا جائے گا، عام شیطان اگر جکڑا گیا تو کیا مومن کیا کافر سب کا شیطان

جکڑا گیا لیکن یہ وہ شیطان ہے جس کا ذکر احادیث میں دوسری جگہ ملتا ہے جہاں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کی رگوں میں، اس کے خون میں ایک شیطان دوڑ رہا ہے وہ قید ہو جاتا ہے اور بڑی مشکل سے بعضوں کا وقت گزرتا ہے۔ وہ عید میں داخل ہوتے ہیں تو کہتے ہیں چلو رہائی ہوئی لیکن اگر وہ غور کریں تو سوچیں گے کہ بعض بد عادتوں کی طرف لوٹنے کو وہ رہائی کہتے ہیں اور بعض اچھی عادتوں سے بچ نکلنے کو وہ رہائی سمجھتے ہیں لیکن انسان بسا اوقات باشعور طور پر اپنے نفس کا جائزہ نہیں لیتا خود اپنے حالات سے بھی بے خبر رہتا ہے اس لئے بس ایک مبہم سا احساس، ایک قید ہے جس میں سے وہ نکل کر پھر آخر عام دنوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

تو یہ جو شیطان کا جکڑا جانا ہے یہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے ایک پیغام ہے، ایک نصیحت ہے جو گہری نفسیاتی نصیحت ہے۔ اس پر غور کر کے اگر آپ اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ شیطان کیا ہے؟ کیسے جکڑا جاتا ہے؟ تو پھر ممکن ہے کہ رمضان کے بعد بھی آپ اس شیطان کو باندھ کر رکھنے کی کوئی تدبیر سوچیں یا ہمہ وقت بیدار رہنے کی کوشش کریں کہ اب جب قید کیا ہے تو پھر قید ہی رکھا جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ پھر یہ چھٹ جاتا ہے اور اگلے رمضان سے پہلے پہلے وہ ساری عادتیں ڈھا جاتا ہے جن سے بچنے کے لئے رمضان آپ کے لئے اس کی قید کا اور آپ کی رہائی کا پیغام لایا تھا۔ دراصل مومن، اعلیٰ درجے کا مومن تو وہ ہے جو مسلسل جکڑا رہتا ہے۔ وہ ایک رمضان سے آزاد ہو کر نہیں نکلتا بلکہ قید ہی کی حالت میں جاتا ہے۔ یعنی اس کے نفس کی خواہشات کا جہاں تک تعلق ہے وہ قید رہتا ہے۔ پس شیطان مومن کے اندر کا شیطان ہے جو قید ہوتا ہے اور وہ قید ہو جائے تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے گویا مومن قید ہے تو وہ آزاد نہیں رہتا۔

چنانچہ اسی بات کو آنحضرت ﷺ نے ایک اور محاورے میں یوں بیان فرمایا کہ

الدنيا سجن للمؤمنين وجنته الكافر

(صحیح مسلم کتاب الزہد و الرقائق)

کہ دنیا تو مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ یہاں شیطان کے لئے نہیں فرمایا بلکہ مومن کے لئے قید خانہ فرمایا ہے۔ پس وہی معنی بنتے ہیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں کہ شیطان کا لفظ ہر شخص کے اندر کے شیطان پر اطلاق پاتا ہے اور

ہر مومن کے اندر بھی ایک شیطان ہے جو ہمہ وقت اس کو آسانیوں کی طرف بلاتا اور خدا کی راہوں میں تکلیفوں سے ڈراتا ہے۔ ہر وقت اس کو من مانی کرنے کی تلقین کرتا اور اطاعت کے رستوں سے پیچھے ہٹاتا ہے۔ یہ شیطان ہے جو قید ہو جائے اور اگر اسے عمر قید ہو جائے تو پھر آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث صادق آئے گی۔ الدنیا سجن للمومنین و جنتہ الکافر۔ دنیا تو مومن کے لئے ساری زندگی قید خانہ بن جاتی ہے۔ پس عجیب بات ہے کہ لفظ مومن اور شیطان یہاں دونوں بظاہر ایک دوسرے پر انطباق کر رہے ہیں مگر معنی اگر سمجھ لئے جائیں تو اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ مومن کے اندر نفس امارہ کا شیطان ہے جو زندگی بھر ہمیشہ قید رہتا ہے اور ان معنوں میں دنیا مومن کا قید خانہ بنتی ہے۔

پھر ایک اور حدیث میں اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا گیا ہے یہ بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور جن جگڑ دیئے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

(سنن الترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی فضل شہر رمضان)

شیطان اور جن! یہ جن کیا چیز ہے جو شیطان کے ساتھ جگڑا جاتا ہے۔ شیطان اگر نفس امارہ ہے تو جن غصے کی حالت میں اور اشتعال کی حالت میں اپنے حواس کو بے قابو کر دینا یا حواس پہ سے قابو اٹھالینے کا نام ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے غصے کو بھی ”جن“ کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ پس شیطان کے علاوہ جن اس طرح قید ہوتا ہے کہ بعض لوگ جو ہیں بڑی جلدی مشتعل ہونے والے لوگ ہوتے ہیں اور مغلوب الغضب ہوتے ہیں مگر روزے کی حالت میں جب کوئی ان سے ایسی بات کہے جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری بے عزتی ہوگئی، ہم پر چوٹ ماری گئی ہے تو اچانک آنحضرت ﷺ کی آواز سنائی دیتی ہے کہ کوئی غصہ کرے، کچھ زیادتی کرے تم نے آگے سے ویسا جواب نہیں دینا۔ تم یہ کہو میں روزے سے ہوں، میں مجبور ہوں۔ تو قید جو ہے وہ جن کی بھی ساتھ ہوگئی ہے اور جن سے مراد غصے کا جن ہے۔ تو اشتعال کی حالت میں جو لوگ بدیاں کرتے اور بعض دفعہ ایسے ظلم کر جاتے ہیں کہ پھر ہمیشہ ہمیش کے لئے وہ اپنے جن کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ ایک اشتعال کی حالت کا فعل عمر بھر کی قید میں اس کو مبتلا کر سکتا ہے یا پھانسی کے تختے پر لٹکا سکتا ہے یا اور کئی قسم کے عوارض میں مبتلا کر سکتا ہے کئی قسم کے بچھتاوے لگ جاتے ہیں۔

تو جن بھی بڑی خطرناک چیز ہے مگر اگر آپ کو پتا ہو کہ جن ہے کیا؟ ورنہ اور جن اگر آپ تلاش کرتے پھریں کہ باہر سے کوئی جن آیا تھا یا نہیں آیا تھا تو کچھ بھی نہیں ملے گا آپ کو اور آپ کو پتا بھی نہیں لگے گا کہ جن آزاد ہے حالانکہ آپ کی خاطر قید کیا جانے والا جن یہ غصے کا جن ہے اور شیطان نفس امارہ کا شیطان ہے۔ یہ دونوں قید ہو جائیں تو آگ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ان کا آپس میں تعلق ہے۔ ہر ایک کے لئے آگ کے دروازے بند نہیں ہوتے جن کا جن قید ہو جائے، جن کا شیطان پکڑا جائے ان کے لئے آگ کے دروازے بھلا کیسے کھل سکتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہ ایک طبعی نتیجہ ہے۔ نفس امارہ کو لگا میں دے دیں اور غصے کو قابو میں کر لیں تو اس کے نتیجے میں لازم ہے کہ آپ سے ایسی نیکیاں سرزد ہوں جو خدا کے ہاں آپ کو مقبول بنا دیں چنانچہ فرمایا جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک منادی کرنے والا منادی کرتا ہے اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے چاہنے والے رک جا اور اللہ کے کئی ایسے بندے ہیں جنہیں آگ سے نکالا جاتا ہے یہ ہر رات کو ہوتا ہے۔

تو یہ ایسی تجربہ گاہ ہے رمضان جس میں انسان کو موقع ملتے ہیں اپنے اوپر تجربات کرنے کے، نیکیوں میں آگے بڑھنے کے، بدیوں سے روکنے کے تجربے، غصے کی حالتوں پہ قابو پانے کے، نفس امارہ کے خلاف ایک جہاد کرنے کا موقع، ان موقعوں سے جو کامیابی سے گزر جاتا ہے اس کے متعلق کیا ہی سچ فرمایا ہے کہ ایسے بندے ہیں جنہیں آگ سے نکالا جاتا ہے۔ ہر رمضان ایک شخص کو ہمیشہ کے لئے جہنم سے نکال لیتا ہے اس جہنم سے جس کی طرف وہ روزمرہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس کا کوئی اس کو خیال نہیں ہوتا کوئی شعور نہیں ہوتا اور فرمایا ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔ پس بڑے ہی وہ خوش نصیب ہیں جو رمضان کی راتوں میں کسی رات کو اٹھ کے جب تہجد پڑھ رہے ہوں تو دل پر ایک ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دے۔ ان کو خواب غفلت سے بیدار کر دے۔ انہیں احساس ہو کہ اب مجھے لازماً ایک نئے وجود کے طور پر زندہ رہنا ہوگا اور اس پہلو سے اس احساس کے بعد جب وہ خدا تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے تو ہر رات خدا کے ایسے بندے ہیں جن کے متعلق یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ یہ جہنم سے نکل گئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا

”الصيام جُنَّةٌ“ کہ روزہ ڈھال ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام باب فضل الصیام)

ڈھال وہ چیز ہے جس سے ہر قسم کے خطروں کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ پس روزے کی پناہ میں آ جاؤ تو ہر قسم کے فساد، ہر قسم کے خطروں سے بچ جاؤ گے لیکن اگر روزہ رکھا ہو اور منہ پر وہی پہلے کی طرح لغو باتیں یا گالی گلوچ یا اشتعال انگیز باتیں کرنا اور اشتعال انگیز باتوں کے جواب میں بے قابو ہو جانا یہ ادا میں پہلے کی سی اگر جاری رہیں تو اس روزے کا کیا فائدہ؟ ایسا روزہ محض بھوک کی سزا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں رہتی۔

آج صبح جب پاکستان کی خبروں سے متعلق جنگ اخبار دیکھا تو اس امید سے دیکھا کہ شاید اب یہ خبر مل جائے کہ رمضان کے مہینے میں کوئی قتل و غارت نہیں ہوگا، کوئی فساد نہیں ہوگا، پاکستان کی گلیوں میں کم سے کم کچھ عرصے کے لئے تو امن آ جائے گا اور اس خوف سے دیکھا کہ کہیں یہ میری امید جھوٹ ہی نہ نکلے تو خوف سچا نکلا اور امید جھوٹی نکلی۔ کیونکہ اخبار اسی طرح گناہوں کی خبروں سے کالا ہوا پڑا ہے۔ ہر قسم کے فساد کی خبریں موجود ہیں اور رمضان شریف کے احترام کے ذکر شاید مسجدوں میں ملتے ہوں مگر پاکستان کی گلیاں، پاکستان کے گھر، پاکستان کے بازار، پاکستان کے دن، پاکستان کی راتیں اس رمضان سے بے خبر ہیں جس رمضان کا ذکر میں حضور اکرم ﷺ کی زبان سے آپ کے سامنے کر رہا ہوں۔ کسی بے چارے کو وہ ڈھال ہی میسر نہیں۔ ایک ہی شہر میں ایک خاندان کو اس طرح ذبح کر دیا جاتا ہے۔ آج ہی کی خبر میں تھا کہ ایک شخص جو اپنی فیکٹری میں سویا ہوا تھا وہ روزہ رکھنے کی نیت سے گھر گیا تو بیوی نے کہا کہ سوئی گیس بند ہو گئی ہے اس لئے روٹی نہیں پکا سکی۔ وہ واپس اپنی فیکٹری کی طرف گیا کہ شاید بازار سے چیز لے کے کھائے لیکن اس کے بعد دیکھا نہیں گیا۔ تو دوسرے دن جب پتا چلا کہ وہ چور یا ڈاکو یا اس کے دشمن اس وقت آئے ہیں جبکہ سحری کا وقت تھا اور پہلے اس کو وہاں ذبح کیا پھر اس کو گھسیٹ کر باہر لائے اس کے اپنے دفتر کا سامان ٹیلی ویژن وغیرہ کا الاؤ لگایا اور اس آگ میں اس کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ یہ جہنم کا دروازہ بند ہے یا کھلا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ پس جہنم کا دروازہ کھل بھی جاتا ہے اور اس طرح بھڑک بھی اٹھتا ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو آنحضرت ﷺ اور قرآن کے احکامات کے دائرے سے باہر زندگی بسر کرتے ہیں۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”ان لكل شئى بابا و باب العبادۃ الصیام“۔ یہ جامع

الصغیر سے حدیث لی گئی ہے۔

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر از امام جلال الدین سیوطی صفحہ نمبر 146 حدیث نمبر 2415)

اسی طرح ایک دارقطنی بحوالہ جامع الصغیر حدیث ہے۔

اذا سلم رمضان سلمت السنة

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر از امام جلال الدین سیوطی صفحہ نمبر 48 حدیث نمبر 685)

پہلی حدیث کا ترجمہ ہے ہر چیز کا ایک دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں۔ دوسری حدیث کا ترجمہ ہے کہ جب رمضان سلامتی سے گزر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے۔ جب رمضان سلامت رہا تو سارا سال سلامت رہا۔ یہ ترجمہ ہے۔

پہلی حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ عبادت کا دروازہ رمضان ہے تو اس سے کیا مراد ہے کیا رمضان کے بغیر عبادت نہیں ہوتی۔ پانچویں نماز جو فرض ہے اس کے علاوہ بھی تو بہت سی عبادت ہے تہجد کی نمازیں بھی ہیں یہ سارا سال ہوتی رہتیں ہیں تو صیام کو عبادت کا دروازہ کیوں فرمایا گیا ہے؟ ایک تو یہ معنی ہے کہ عبادت کا وسیع تر مفہوم جس میں بندگی بھی شامل ہے جیسا رمضان سکھاتا ہے ویسا کوئی اور مہینہ نہیں سکھاتا۔ دوسرے یہ کہ رمضان کے وقت عبادت کے لئے ایسا جوش پیدا ہوتا ہے اور ایسی گرمی پیدا ہوتی ہے کہ حقیقت میں اگر عبادت کی لذت پانی ہو تو رمضان کے رستے سے داخل ہو پھر تمہیں یہ بات سمجھ آئے گی کہ عبادت کیا ہوتی ہے؟ پس یہ مفہوم ہے ”عبادت کا دروازہ“ ورنہ یہ مراد نہیں کہ رمضان کے بغیر عبادت نہیں ہو سکتی۔

دوسری حدیث میں ہے رمضان سلامت رہا تو سارا سال سلامت رہا۔ اس حدیث میں جو مومن سے توقع ہے کچھ اس کا بھی بیان ہے کہ وہ مومن جو حقیقت میں رمضان کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور کوئی تقاضا توڑتا نہیں اس کے لئے خوشخبری ہے کہ اس کا آئندہ سارا سال سلامتی سے گزرے گا۔ پس پہلی جو احادیث تھیں ان میں ماضی کے تعلق سے خوشخبری دی گئی تھی یعنی پچھلے جو گناہ ہیں وہ معاف کر دیئے جائیں گے، گزشتہ کوتاہیاں جو ہوئیں ان سے صرف نظر فرمایا جائے گا اس لئے فکر نہ کرو اگر رمضان نصیب ہو گیا تو جو کچھ پہلے لغزشیں ہوئیں، کوتاہیاں ہوئیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی معاف فرمادے گا۔ اب اس حدیث میں یہ خوشخبری ہے کہ اگر تم صحیح طور پر رمضان کے تقاضے پورے کرو گے

تو رمضان کا مہینہ تمہیں بچالے جائے گا اور تمہارا پورا سال بچا دے گا۔ پس تم نے رمضان کے مہینے میں جو رستہ اختیار کیا ہے وہ پورے سال تک کے لئے رمضان سے طاقت پائے گا اور سیدھا رہے گا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی گولی بندوق کی نالی سے نکلتی ہے اگر چھوٹی نالی ہو تو بہت جلدی وہ رستے سے بھٹک جاتی ہے اور جتنی لمبی نالی ہوتی زیادہ دیر تک سیدھی نشانے کی طرف حرکت کرتی رہتی ہے۔ پس اسی لئے لمبی نالیوں سے دور کے نشانے لئے جاتے ہیں، چھوٹی نالیوں سے نزدیک کے نشانے لئے جاتے ہیں۔ پس تیس دن کا جو خدا تعالیٰ نے رمضان رکھا۔ یہ ایک ایسی نالی ہے جس میں اگر آپ سیدھے رہ کر گزریں اور رمضان کے حقوق ادا کرتے ہوئے گزریں تو سارا سال آپ کو سیدھا رکھے گی یہاں تک کہ اگلا رمضان آجائے گا اور پھر اگلے رمضان میں ایک اور نالی میں پھر دوبارہ داخل ہوں گے پھر آپ کو سیدھا کیا جائے گا، آپ کی کجیاں صاف کی جائیں گی تو ساری زندگی بچتی ہے اصل میں۔ ایک رمضان کو آپ سلامتی سے گزار لیں تو گویا اگلا سال سلامتی سے گزار گیا اور جب ہر دو رمضان کے درمیان سال سلامتی سے گزرے تو دوسرے معنوں میں ساری زندگی سلامتی سے گزر جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے ابن ماجہ سے لئی ہے۔ فرمایا:

”ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ اور پاکیزگی کا ذریعہ روزہ ہے۔“

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب فی الصوم زکاة الجسد)

زکوٰۃ اموال کو پاک کرنے کے لئے بھی دی جاتی ہے اور اعمال کی نشوونما کے لئے بھی دی جاتی ہے دونوں معنی بیک وقت اس میں موجود ہیں اور تزکیہء نفس کے لئے بھی دی جاتی ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ جسم کو اگر پورے طور پر اس کے ہر پہلو سے دیکھا جائے تو روزہ ایسی چیز ہے جو سارے جسم کی زکوٰۃ بن جاتا ہے اور اس کے متعلق تشریح ایک اور حدیث میں یوں بھی آئی ہے کہ صوموا تصحوا اگر تم روزے رکھو گے تو صحت مند رہو گے۔

(المعجم الأوسط للطبرانی، باب المیم، من بقیة من اول اسمہ میم، موسیٰ بن ذکریا التستری)

پس صرف روحانی زکوٰۃ ہی نہیں بدنی زکوٰۃ بھی ہے اور رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ روزے کے نتیجے میں صحت بہتر ہوتی ہے خراب نہیں ہوا کرتی بشرطیکہ بیماری کی شرط کو

پیش نظر رکھے۔ جب اللہ فرماتا ہے کہ بیمار ہو تو روزے نہیں رکھنے۔ اگر اس شرط کو نظر انداز کریں گے تو پھر صحت بگڑے گی تو آپ کی اپنی غلطی سے بگڑے گی۔ رمضان کے نتیجے میں صحت نہیں بگڑا کرتی بلکہ صحت عطا ہوتی ہے۔

وہ لوگ جو ڈائٹنگ Dieting کرتے ہیں مثلاً، بڑی مصیبت پڑی ہوتی ہے سارا سال کوشش کرتے ہیں لیکن پھر بھی وزن کم نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ضروری نہیں کہ وہ کھانا زیادہ کھاتے ہوں۔ کئی ایسے موٹے میں نے دیکھے ہیں میرے پاس مریض آتے رہتے ہیں جن کی مشکل یہ ہے کہ اگر وہ کھانا کم کر دیں تو خون کم ہو جاتا ہے مگر جسم کم نہیں ہوتا اور کئی ایسی مریضائیں آئیں ہیں جن کو بیچاروں کو انیمیا ہو گیا اس کوشش میں کہ کسی طرح وزن کم ہو یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے مجبور کیا کہ اپنی غذا نارمل کر دو اور وزن کم ہو یا نہ ہو تو یہ Metabolism کی خرابی کی وجہ سے بعض دفعہ موٹا پا ہوتا ہے۔ لازم نہیں کہ کوئی انسان زیادہ کھائے تو موٹا ہو۔ Metabolism اس کو کہتے ہیں کہ ایک انسان جب خوراک لے رہا ہے تو وہ خوراک جسم میں ہضم ہو رہی ہے اور دوسری طرف جسم کے اندر ایسا نظام ہے کہ اس خوراک کو دوبارہ Energy میں یعنی توانائی میں تبدیل کر دیا جاتا ہے اور وہ توانائی اس کے مختلف کاموں میں استعمال ہوتی ہے۔ دماغ کے لئے بھی، سانس لینے میں، دل کے دھڑکنے میں خواہ انسان کوئی حرکت دوسری کرے یا نہ کرے ہر وقت استعمال ہو رہی ہے اور گرمی بھی بناتی ہے حرارت غریزی بھی اسی سے ملتی ہے۔ اگر یہ توازن بگڑ جائے اور ایک انسان جتنا کھاتا ہے اتنا وہ گرمی میں تبدیل نہ کر سکے تو لازماً جو بقیہ بچی ہوئی Energy ہے وہ Fats میں یا گوشت میں تبدیل ہوگی۔ صحت اچھی ہوگی ورزش کی عادت ہوگی تو وہ Muscles میں تبدیل ہوتی ہے پھر اور پروٹینز بنتی ہیں اس سے، اور اگر صحت خراب ہو اور جگر کی خرابی سے عموماً ایسا ہوتا ہے تو پھر صرف چربی بنتی ہے اور مسلسل نہیں بنتے اور ایکسرسائز اس کا علاج ہے بعضوں کو اتنی توفیق نہیں ہوتی بعض بیچارے اتنے بیمار ہوتے ہیں کہ Exercise یعنی ورزش کے باوجود وہ یہ توازن برقرار نہیں رکھ سکتے۔ یہ ہے وہ صورتحال جس کا علاج روزہ ہے اور روزے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو دو کھانوں کے درمیان فاصلہ ڈالا جاتا ہے وہ بعض دفعہ خوابیدہ ایسی طاقتوں کو بیدار کر دیتا ہے جو انرجی بنانے کی کارروائی کو تیز کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ جن کو عام طور پر بھوک نہیں لگتی روزے میں سے گزریں

تو بھوک ان کی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ ڈائٹنگ کرتے ہیں لیکن روزے کے بعد ان سے ڈائٹنگ نہیں ہوسکتی کیونکہ جسم کی طرف سے ایسی بھڑکی لگتی ہے کہ مجبور کرتی ہے کہ ضرور انسان کچھ نہ کچھ کھائے ورنہ بے چینی رہتی ہے یعنی بے چینی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو صحت سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی اور بھی بہت سی شاخیں ہیں۔ تمام تفصیل شاخوں کی بحث، میں اس خطبے میں نہیں اٹھانا چاہتا مگر یہ یقین کریں کہ جنہوں نے غور کیا، جنہوں نے تحقیق کی وہ اس نتیجے پہ پہنچے کہ روزہ صحت کا ضامن ہے، روزہ صحت کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

چنانچہ ایک تحقیق کا شاید میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا۔ اسرائیل میں اس مضمون پر ریسرچ ہوئی اور ان کی نیت بظاہر یہی معلوم ہوتی تھی کہ وہ ثابت کریں کہ مسلمانوں کا جو یہ طریق ہے روزے رکھنے کا یہ ان کے لئے نقصان دہ ہے اور بچوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے بڑوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ پوری گہری ریسرچ کی گئی، ایک بڑی ٹیم نے اس پہ کام کیا اور یہ بھی پیش نظر تھا کہ روزے کے دنوں میں تو بعض لوگ پہلے سے بھی بڑھ کر کھاتے ہیں اور زیادہ کھانے کے نتیجے میں اور بچ میں فاقے رہنے کے نتیجے میں ایسا نقصان ان کو پہنچ سکتا ہے کہ پھر وہ بعد میں سنبھل نہ سکیں۔ جو ریسرچ کا حاصل تھا اس نے ان کو حیران کر دیا بالکل برعکس نتیجہ نکلا۔ جس چیز کی تلاش میں تھے اس کی بجائے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ جتنی تحقیق کی گئی ہے اس کے نتیجے میں رمضان کے مہینے کے بعد انسان بہتر صحت کے ساتھ باہر نکلتا ہے، کمزور ہو کے نہیں نکلتا۔ ہر پہلو سے اس کے جائزے لئے گئے۔ کولیسٹرول لیول کے لحاظ سے جائزے لئے گئے Metabolism کی Ratios کے آپس میں توازن کے لحاظ سے لئے گئے غرضیکہ باقاعدہ ریسرچ کا جو حق ہے وہ ادا کیا گیا اور نتیجہ یہ نکلا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال پہلے جو بات فرمائی دیکھیں، کیسی صحت کے ساتھ وہ بات فرمائی، کتنی سچی بات فرمائی صومو تصحوٰۃ روزے رکھا کرو صحت اچھی ہو جائے گی، یہ خیال نہ کرنا کہ تمہاری صحت بگڑے گی۔ پھر ایک موقع پر فرمایا صبر کے مہینے کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت دور کرتے ہیں اور رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ کہلاتا ہے کیونکہ اپنی خواہشات پر صبر کرنا ہے اپنے غصوں پر صبر کرنا ہے نیکیوں پر جم کے بیٹھنا ہے۔ بدیوں کی طرف جو تخریک ہے اس کا مقابلہ کر کے رک جانا ہے۔ ان سب چیزوں کو صبر کہا جاتا ہے۔ تو فرمایا صبر کے مہینے یعنی رمضان کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت کو دور

کرتے ہیں۔ سینے کی گرمی میں ایک وہ گرمی بھی ہے جو میں نے بتایا ہے Heart Burns اور اس قسم کی چیزیں لیکن اصل سینے کی گرمی میں روحانی طور پر نقصان دہ جذبات اور اشتعال انگیز باتیں ہیں۔ بعض لوگوں کے سینے کھولتے رہتے ہیں بعض بری نیتوں کے ساتھ، بعض بدیوں کے ساتھ، کچھ غصوں کے ساتھ تو اول معنی وہ ہے جو سینے کی گرمی کو دور کرنے کا ہے ورنہ جہاں تک Heart Burns کا تعلق ہے وہ بسا اوقات بعض لوگوں کو رمضان کے مہینے میں زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے اس کو ظاہری معنوں میں اس طرح محمول نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں یہ درست ہے کہ کولیسٹرو ل لیول گرنے کے نتیجے میں رمضان کے بعد اس کا رجحان کم ہو جائے گا لیکن بعض لوگ ہیں جو فوری طور پر اگر کوئی دوا وغیرہ استعمال نہ کریں تو ان کے روزوں کی وجہ سے ان کے معدے میں ایک قسم کا تیزاب کھولنے لگتا ہے۔ اس کا علاج بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ عام طور پر میرے تجربے میں ہے کہ Bryonia 200 کی اگر ایک خوراک رات کو روزہ کھولنے کے دو تین گھنٹے کے بعد یا صبح تہجد کے وقت کھالی جائے تو ایسے مریضوں کو عموماً اس سے فائدہ پہنچتا ہے اور رمضان کے نتیجے میں جو تیزابی تلخی ہے اس سے بچت ہو جاتی ہے۔ جن کو اس دوا سے فائدہ نہ ہو ان کو Nux Vomica 30 کی ایک خوراک بہت فائدہ پہنچاتی ہے اسی طرح Acid معدے کا تیزاب مارنے کے لئے بعض دوسری ہومیو پیتھک دوائیں ہیں وہ استعمال کی جاسکتی ہیں ان میں Iris Versicolor 200 اگر کبھی کبھی کھائی جائے تو یہ بھی مفید ہے۔ Robina بھی ایک دوا ہے جو 30 یا 200 طاقت میں کھائی جاسکتی ہے۔

تو جو جسم کی اندرونی تیزابی گرمی ہے اس کے لئے یہ علاج موجود ہے لیکن یہاں ظاہر ہے کہ مراد وہ سینے کے طیش، سینے کے کھول، غصے کی حالت میں سینے میں جو باتیں ابلتی رہتی ہیں یا نفسانیت کے جوش سے جو سینے میں جذبات کھولتے رہتے ہیں رمضان ان کا بہترین علاج ہے اس میں کوئی بھی شک نہیں ہے اور بھی بہت سی نصیحتیں ہیں انشاء اللہ ان کو پھر میں آئندہ خطبے میں بیان کروں گا۔ اب ایک دو باتیں ایسی ہیں جو اس کے علاوہ کرنے والی ہیں۔

ذکر کرنا ہے MTA کا، MTA کے ذریعے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو تمام دنیا میں اسلام اور احمدیت کا فیض پہنچایا جا رہا ہے اس کے رستے میں کچھ روکیں پیدا ہوئی تھیں جس کے لئے میں نے جماعت کو دعا کے لئے بھی تحریک کی اور امید بھی دلائی تھی کہ انشاء اللہ یہ سب روکیں دور ہو

جائیں گی۔ تو پہلی خوشخبری تو یہ ہے کہ وہ جو مستقل انتظام ہمارا، اس کو عالمی تو نہیں کہنا چاہئے اردو میں اس کا ترجمہ مشکل ہوگا لیکن ایسا ٹرانسپانڈر Transponder جو آدھی دنیا کو بیک وقت تمام سنگلز دے سکتا ہے اور بڑی صفائی کے ساتھ دے سکتا ہے وہ ٹرانسپانڈر Transponder جس کی موجودہ طاقت جتنے بھی ٹرانسپانڈر رائج ہیں ان میں اوپر کی، چوٹی کی طاقت ہے وہ لینے کی کوشش ہو رہی تھی تا کہ جو سرسری انتظام ہے تین چار مہینے کے لئے اس کی خامیوں سے بچا جاسکے۔ جو سرسری انتظام ہے اس میں ہمیں دو ہی میز Hemi-Beams یعنی پڑتی ہیں اور یہ جو میں کہہ رہا ہوں اس کو گلوبل بیم کہا جاتا ہے اگرچہ یہ آدھی دنیا کی بیم ہوتی ہے پوری دنیا کی نہیں۔ مگر نصف کرہ ارض کے لئے یہ بیم ہوتی ہے وہ مل نہیں رہی تھی۔ اس کے اوپر بہت سے پہلے سے ہی ان کے تقاضے موجود تھے اور ایک ایسی بیم تھی جس کے متعلق خیال تھا کہ اگر ہمیں مل جائے تو ہماری ساری مشکلات کا ازالہ ہو جائے گا اور وہی گلوبل بیم ہی تھی اور اس کی طاقت بھی زیادہ تھی صرف مشکل تھی کہ اس میں خرچ زیادہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ بہت قیمتی بیم ہے وہ۔ مگر میں نے کہا کہ اللہ کے فضل سے، پہلے بھی اللہ ہی پورے کر رہا ہے ہم کو نسا اپنے زور بازو سے پیسے لارہے ہیں انتظام ہو جائے گا لیکن یعنی ضرور ہے۔ کمپنی نے جواب دیا کہ یعنی تو ضرور ہے مگر مشکل ہے کہ ایک آدمی نے پہلے سے ریزرو کرائی ہوئی ہے یا ایک کمپنی نے ریزرو کرائی ہوئی ہے اور ہمارا قانون یہ ہے کہ اگر تم نے ضرور یعنی ہے تو اتنے پیسے پیشگی جمع کرو جو اس بیم پر لگیں گے اور پھر پینتالیس دن انتظار کرو۔ اگر اس پینتالیس دن کے عرصے میں اس نے اپنا Claim کر دیا تو تمہارا کلیم ختم اور ہم اسے مجبور کریں گے کہ اب پیسے دے اور بیم سنبھالے۔ آپ اندازہ کریں کہ وہ ایک ایک دن کتنا بھاری ہوگا، بہت دعائیں کرتے ہوئے وقت گزرا، ہر روز یہی فکر تھی کہ خدا کرے آج نہ کہیں اس نے کہہ دیا ہو یہاں تک گزشتہ پیر پہلا روزہ تھا وہ آخری دن تھا اور بڑی مشکل سے روزہ کٹا ہے لیکن اللہ نے خوشخبری دی اور وہ دن پورا گزر گیا اور اس کمپنی یا اس شخص کو تو فینٹ نہ ملی کہ وہ اپنی ریزرو کی ہوئی بیم کو سنبھال لے۔ پس جو نبی ہمیں اطلاع ملی اسی وقت کنٹریکٹ فائنلی سائن کر دیئے گئے ہیں۔ اب یہ خوشخبری ہے سارے عالم احمدیت کو اور دوسری دنیا کو بھی کیونکہ وہ سب فیض اٹھا رہے ہیں کہ بیچ میں جو خلا رہ گئے تھے اس عارضی انتظام میں مثلاً مشرق وسطیٰ میں جو سعودی عرب کے بعض علاقے اور ابوظہبی وغیرہ وہاں موجودہ انتظام نہیں

دیکھا جاسکتا کیونکہ دو بیجز کے درمیان بیچ میں ایک سایہ سا بن جاتا ہے اور اس سائے پہ کچھ بھی نہیں دیکھا جاسکتا۔ اب جو گلوبل بیم ہمیں ملی ہے یہ جہاں ٹیلی ویژن دیکھا جا رہا ہے وہاں پہلے سے زیادہ روشن اور صفائی سے دیکھا جاسکے گا کیونکہ اس کی طاقت Maximum ہے۔ جتنی طاقت بھی استعمال کی جاتی ہے اس سے زیادہ نہیں کرتے اور جہاں پہلے آدھی بیم کے ذریعے پاکستان وغیرہ میں اطلاعاتیں مل رہی تھیں کہ اچھا بھلا صاف ہے پہلے سے بہتر ہے ان کے لئے خوشخبری ہے کہ پہلے سے بہت بہتر ہو جائے گا۔ ایسا ہی ہوگا جیسے لوکل ٹیلی ویژن دیکھا جا رہا ہو۔ تو یہ ایک مسئلہ خدا تعالیٰ نے حل فرمادیا اور ایک اور مسئلہ بھی حل کے قریب پہنچ گیا ہے اور وہ ہے امریکہ کے لئے ٹیلی ویژن کا مستقل انتظام۔ عارضی طور پر ہندو پاکستان، ایشیا کے لئے تو ہم نے انتظام کر دیا تھا مگر امریکہ کے ساتھ سوائے جمعہ کے ایک گھنٹے کے تعلق کے باقی تعلق کٹ چکا ہے اور اس کے رستے میں بہت سی مشکلات تھیں جو تفصیل سے بیان کرنے کا موقع نہیں لیکن بہت سخت مشکلات حاصل تھیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک ایسا انتظام کر دیا ہے جس کو ہم اب Finalise کر رہے ہیں۔ آخری مراحل پر ہے۔ آپ دعا کریں یہ مراحل بھی خیریت سے گزر جائیں تو اس انتظام میں امریکہ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، مرکزی امریکہ، وسطی امریکہ یہ سارے پوری طرح کو Cover ہوں گے اور انشاء اللہ پہلے انتظام سے بہتر ہوگا اس سے کم تر نہیں ہوگا اور چوبیس گھنٹے کا انتظام ہوگا بجائے چند گھنٹے کے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ رمضان جماعت کے لئے بہت مبارک چڑھایا ہے خدا کرے کہ ہر اگلا دن بھی مبارک آئے اور سلم رمضان والی حدیث جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی تھی خدا کرے کہ ان معنوں میں بھی یہ رمضان ہمارے لئے ایسا سلامت گزرے کہ اس کے بعد ہر سال سلامت گزرتا چلا جائے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین